پروفیسر ڈاکٹر اعجاز فاروق اکرم

سیرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اور کسب معاش

تخلیق کائنات سے لے کر آج تک روزی کمانا اور معاشی ضرورتوں کو پورا کرنا ہر فرد، خاندان، قوم بلکہ اقوام عالم کی بنیادی اور عالمگیر اہمیت کی حامل ضرورت رہا ہے، موجودہ زمانے میں تو انسانی زندگی اور معاشرت میں ایسے حد درجہ سیاسی اہمیت بھی حامل ہے، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں کسب معاش محض اقتصادی مسئلہ نہیں بلکہ اس کا گہرا تعلق معاشرتی، دینی اور اخلاقی معاملات سے بھی ہے، اسی لئے آج معاشی مواقع زیادہ ہونے، کاروبار کے فروغ، وسائل کی کثرت، دولت کے انبار اور مضبوط عالمی واقوامی اقتصادیات، شرح آمدنی کے اوپر جاتے اعداد وشمار کے باوجود دنیا غربت وافلاس، بھوک، قحط اور تنگ سے دوچار ہے۔

انسانی زندگی کے دیگر تمام معاملات کی طرح معاشی پہلو بھی محسن انسانیت ﷺ کی حیات طیبہ کا محتاج ہے، کامل ذات اقدس کی سیرت کے پاکیزہ نقوش کی روشنی میں انفرادی واجتماعی اور عالمی معاشیات کے اصولوں کی تنظیم وتربیت وتشکیل کے بغیر سکوں کے یہ خزانے انسانیت کو امن وسکون نہیں دے سکتے۔

جناب رسالت مآب ﷺ نے اپنی معاشی زندگی کا آغاز دس برس کی عمر میں گلہ بانی سے کیا۔ ایک طرف تو یہ کسب معاش کا اولین زینہ تھا تو دوسری طرف قیادت انسانی اور امامت انقلاب کی جانب سفر کا پہلا قدم بھی۔ آپ ﷺ نے اپنے خاندان اور سرداران قریش کے آبائی پیشہ تجارت کو کسب معاش کا وسیلہ بنایا۔ روایات کے مطابق اپنے چچا کے ساتھ پہلا سفر شام کی جانب بارہ سال کی عمر میں کیا ایک اور چچا زبیر بن عبدالمطلب کے ہمراہ یمن بھی گئے۔ ۲۰ سال کی عمر میں ابوبکرؓ کے ساتھ شام کا ایک بار پھر سفر کیا۔ کبھی آزادانہ تجارت کی تو کبھی حضرت خدیجہؓ کے نمائندہ بن کر اور کبھی قیس بن سائب کے ساتھ شراکت داری کا کاروبار کیا۔ بحیثیت تاجر بحرین، عمان، فلسطین اور حبشہ اور عرب کے مشہور بازاروں کبغاشہ اور میرش کے علاوہ مشقر اور بین الاقوامی تجارتی بندرگاہ دباء کی جانب سفروں کی روایات سیرت کی کتابوں میں ملتی ہے۔ آپ ﷺ جس تجارتی قافلے یا گروپ کے ساتھ وابستہ ہوئے اس کے لئے خیر وبرکت اور بے شمار منافع کے ساتھ نیک نامی اور پاکیزہ شہرت کا سبب بنے۔ بحیثیت تاجر صداقت، دیانت، امانت، سخاوت، صلہ رحمی، غریب پروری، بے کسوں کی امداد، حسن سلوک، معاملہ فہمی، دانائی کے ساتھ ہر دلعزیزی کے پیکر کے طور پر پہچانے گئے۔ سرداران عرب آپ کو ''الصادق'' ''الامین'' کے القاب سے یاد کرتے۔

اعلان نبوت کے بعد کسب معاش کی بجائے تبلیغ واشاعت اسلام اور دعوات حق آپ ﷺ کی ترجیح قرار پائے۔ آپ

ﷺ کی معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے میں رفیقہ حیات خدیجہ الکبریٰؓ اور صدیق مخلص ابوبکرؓ نے نمایاں کردار ادا کیا۔

آپ ﷺ نے نبوت سے پہلے نہ بعد کسب معاش کو ترجیح اول نہیں بنایا۔ جو کمایا اسے اعلیٰ اخلاق کی تکمیل اور اعلیٰ مقاصد کے حصول پر خرچ کر دیا۔ لوگوں کی فلاح و بہبود دستگیری اور بھلائی پر لگا دیا۔ خود غرضی سے پاک ایثار قربانی‘ سخاوت اور خدمت خلق کا نمونہ پیش کیا۔__ بحیثیت تاجر صاف گوئی‘ معاملات میں کھرے پن اور دیانت کا عملی مظاہرہ کیا۔ مشترکہ کاروبار بھی کیا مگر نہ اعتماد کو ٹھیس پہنچائی نہ بے اعتمادی کا رویہ اپنایا۔ تجارت سے خوب کمایا مگر جمع نہیں کیا۔ آپ کا معمول تھا کہ جو کچھ پاس ہوتا جب تک ضرورت مندوں کو نہ دے دیتے آرام سے نہ بیٹھتے۔

کسب معاش کے اس نبوی سفر میں انسانیت کو تجارت‘ معیشت اور اقتصادیات کے بے شمار راہنما اصول ملے۔ کاروبار میں زیادتی کرنے والے کی بجائے زیادتی کیے جانے والے کی حمایت‘ بڑے تاجروں کے ساتھ چھوٹے تاجروں کے مفادات کا تحفظ اور حوصلہ افزائی‘ تجارت کے فروغ کے مواقع سامان تجارت کی مناسب قیمت پر فروخت سچائی‘ دیانتداری‘ باہمی اعتماد اور عہد کی پاسداری‘ بحیثیت تاجر آپؐ نے یہ سب امور عملاً اپنائے۔

آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا مدنی دور معاشی عسرت کا دور تھا‘ مواقع کم‘ ذمہ داریاں زیادہ اور زندگی کی ترجیحات میں مکمل تبدیلی‘ لہٰذا معاشی ضروریات میں جہاں صحابہ کرام نے تعاون کیا وہیں اللہ رب العزت نے فقر و قناعت اور سادگی کی دولت سے مالا مال کر دیا۔ فتوحات و غنائم کے ذریعے ضروریات فراہمکیں‘ ہدایا اور قرض سے بھی کام چلایا۔ مگر معاشی الجھنوں نے انسانیت کی راہنمائی کے عظیم فرض سے لمحہ بھر غافل نہیں کیا۔ کسب معاش کے حوالے سے امت کے لئے ایک نمونہ مکی دور میں شعب ابی طالب میں طویل معاشی مقاطع کے زمانے میں بے پناہ صبر و استقامت‘ اور عزیمت کی صورت میں فراہم کیا۔ معاشی الجھن کس قدر سخت اور آزمائش کے گرداب کتنے ہی گہرے‘ نہ ایمان پر سمجھوتہ‘ نہ عمل میں خرابی اور کمزوری۔__ حیات پاک کی کسب معاش کیلئے کی گئی جدوجہد میں اپنے اہل و عیال اور زیر کفالت افراد کیلئے کمانے کو فرضیت کا درجہ دیا گیا۔ طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ. رزق حلال کی ترغیب دی گئی۔ طوبیٰ لمن طاب کسبۃ رزاق مطلق پر یقین کا درس ملا۔ ومان دابۃ الاعلی الہ رزقھا ۔ محنت کی عظمت کی اہمیت اجاگر ہوئی۔ ایک مزدور صحابی کا سخت ہاتھ چوما تو فرمایا تلک ید یحبھا اللہ و رسولہ یہ وہ ہاتھ ہے جسے اللہ اور اس کا رسول پسند کرتے ہیں۔ الکاسب حبیب اللہ کمانے والا اللہ کا دوست قرار پایا۔ ارشاد ہوا: اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کسی نے نہیں کھایا۔ انفاق فی سبیل اللہ کا حکم ملا۔ فی اموالھم حق معلوم للسائل والمحروم. معاشرے کے حقداروں‘ عیالداروں اور ضرورت مندوں کی ضرورتوں کا مستقل حل عطا ہوا۔ میانہ روی قناعت‘ سادگی‘ سخاوت دنیانی کو اپنانے کے ساتھ زکوٰۃ‘ صدقات‘ قرض‘ تحفہ‘ میراث کی ادائیگی کا غور دیا گیا۔ کسب معاش میں دولت جمع کرنے‘ سودی کاروبار‘ بخل‘ اسراف نمود و نمائش‘ ذخیرہ اندوزی اور استحصال سے نفرت اور اجتناب کی روشنی ملی۔ آیئے! کسب معاش کے جدوجہد میں نبوی ترجیحات و معمولات‘ اصول و احکام کو اپنائیں اور فروغ دیں۔